چیئر لیڈر

عنیزہ سیّد

چیئر لیڈرز

عنیزہ سید

"مجھے تو بس یہی ڈر تھا کہ تُو بہت ناراض ہوگی جب میں تجھے یہ خبر سناؤں گا مگر اماں سچ ہے کہ تیری بہو بڑی نیک دل ہے، شکل کی بھی اچھی ہے، ناک نقشہ ٹھیک ہے، رنگ گورا ہے بالکل میموں جیسا۔ اب تو خود سوچ اماں، اِدھر پاکستان میں تُو میرے لیے لڑکی ڈھونڈتی تو وہ میموں جیسی گوری نہ ہوتی، نہ ہی اتنی پڑھی لکھی ہوتی، نہ اتنی کمائیاں کرنے والی ہوتی لیکن یہاں یہ مجھے مل گئی ہے تو سمجھ...... میں اس

پردیس میں پردیسی نہیں رہا۔ مجھے کام کرنے کی اجازت اور رہائش مل گئی ہے، میرے دن آسان ہوگئے ہیں، اب جب میں اور تیری بہو کمائیاں کر کے تجھے بجھوائیں گے تو تیرے بھی دن آسان ہوجائیں گے۔ ٹیپو اور ببلی دونوں ہی انگریزی اسکول میں پڑھ سکیں گے اور تو بھی لوگوں کے گھر میں کام کرنے کی مشقت سے بچ جائے گی۔'' اشرف، زبیدہ کو وہ خواب دِکھا رہا تھا جو سب کے سب بڑے سہانے تھے۔ وہ سنہرے خواب آنے والے دنوں سے متعلق تھے، ان دنوں کے متعلق جن کے لیے اشرف پردیس کاٹنے گیا تھا۔ اشرف کمائیاں کر کے زبیدہ کو وہ رقم بجھوانے والا تھا جس کے ہاتھ میں آتے ہی زبیدہ کی اگلی پچھلی ساری دُکھن، ساری تکلیفیں ختم ہوجانی تھیں۔ نہ جانے کس کس سے قرضہ لینا پڑا تھا، نہ جانے کب کب کی سینت سینت کر رکھی بچتیں بڑے بڑے قرضوں میں ملائی گئی تھیں جب جا کر اشرف کے پردیس جانے کا بندوبست ہوا تھا، ممبر افضل کی ماں کا بھلا ہو جس نے اپنے داماد سے کہہ سن کر اشرف کو باہر بجھوانے کا بندوبست کیا تھا۔ ممبر افضل کا بہنوئی ٹریولنگ ایجنسی کا مالک تھا۔ اسے سب خبر تھی کس دیس میں جانا قانونی ہے کس میں نہیں، کہاں کمائیاں زیادہ ہوتی ہیں کہاں کم......

پہلے پہل زبیدہ کو اس ملک کے نام سے اختلاف ہوا جہاں ممبر افضل کا بہنوئی، اشرف کو بجھوانے کی پیشکش لے کر آیا تھا۔

''لوگ کویت جاتے ہیں، دبئی جاتے ہیں.... ابوظہبی، سعودی عرب جاتے ہیں، وہاں نہ جائیں تو امریکا جاتے ہیں، یورپ جاتے ہیں افریقا کون جاتا ہے ماسی...... وہاں تو حبشی ہوتے ہیں اور وہاں کے جنگلوں میں تو اللہ معاف کرے، آدم خوروں کی بستیاں بھی آباد ہیں۔'' زبیدہ کی بھانجی سلیمہ نے اشرف کے ملک سے باہر جانے کی خبر سن کر زبیدہ کو ہراساں کرتے ہوئے کہا تھا۔

''اوہ اماں، وہ افریقا نہیں ساؤتھ افریقا ہے۔'' اشرف نے یہ اعتراض سن کر جھنجلا کر کہا تھا۔

''آپا سلیمہ تو اپنی ساری معلومات ایک گھڑے میں ڈال کر زور زور سے گھڑا ہلاتی ہے اور جب اس میں سے کسی چیز کے بارے میں معلوم کرنے کے لیے خبر باہر نکالتی ہے تو اس کی وہی شکل ہوتی ہے جو اس نے تجھے ساؤتھ افریقا کے بارے میں دی ہے۔''

''اس سے کیا فرق پڑتا ہے ساؤتھ ہے کہ کوئی اور...... افریقا تو افریقا ہوتا ہے ناں...... حبشیوں کا ملک ہے وہ، وہاں جا کر تو کمائیاں کم کرے گا کہ آدم خوروں سے بچنے کی ترکیبیں زیادہ سوچے گا۔'' زبیدہ کا دل ہول گیا، اتنی بڑی رقم ادا کر کے وہ اشرف کو آدم خوروں کے حوالے کیسے کرسکتی تھی۔

''اوئے ہوئے اماں وہ تو گوروں کا ملک ہے، وہاں ہیرے جواہرات ہوتے ہیں اور سونا ہی سونا...... جو وہاں جاتا ہے لاکھوں پتی بن کر واپس آتا ہے۔'' اشرف نے سر پیٹتے ہوئے کہا اور ثبوت کے طور پر نمبرداروں کا بڑا بیٹا پیش کیا جو کئی سال سے اُسی ملک میں رہ رہا تھا جہاں اشرف جانے کے لیے پر تول رہا تھا۔

''او جانے دو ماں جی، لوگوں کی باتوں پر کان نہ دھرو، اشرف کو گولڈن چانس مل رہا ہے اللہ کی قسم گولڈن چانس۔'' نمبرداروں کے بیٹے نے زبیدہ کو یقین دلاتے ہوئے کہا۔

''مجھے دیکھ۔ گلیوں اور سڑکوں پر روڈ ماسٹری کرتے اتنے سال گزار دیے میں نے...... جب سے ساؤتھ افریقا گیا ہوں بھاگ لگ گئے ہیں مجھے بھی اور میرے سارے گھر والوں کو بھی۔''

''یہ تو ہے ان کے پیسوں کو تو جیسے جاگ لگتی ہے پانچ روپے کے سو بن جاتے ہیں شام تک۔'' زبیدہ نے نمبردار کے بیٹے ارمغان کو دیکھتے ہوئے سوچا۔

''لے پھر پڑھ بسم اللہ ماسی اور اشرف کے جانے کی تیاری پکڑ۔'' ممبر افضل کے بہنوئی نے اشرف کا پاسپورٹ بنوا کر جب اسے پکڑایا تو زبیدہ نے دل ہی دل میں نہ جانے کون کون سی دعائیں پڑھتے ہوئے اِدھر اُدھر سے قرضہ، زکوٰۃ اور مدد مانگ مانگ کر کتنے ہی ڈھیر پیسوں کے جمع کرلیے پھر اپنے گھر کے مرتبان، پیٹی کے کونے اور گلدان جھاڑ جھاڑ کر ان میں سے کب کب کے جمع کیے پیسے نکالے۔

''کب کے پیسے جوڑ رہی ہے اماں تو۔'' اشرف نے پانچ پانچ سو کے وہ نوٹ دیکھ کر کہا جو زبیدہ نے پتا نہیں کب کب مرتبانوں اور گلدانوں میں چھپا رکھے تھے۔

''گھر میں دال پکانے کو پیسے نہیں ہوتے تھے، ہم اچار کی پڑیاں لا لا کر روٹی کھاتے رہے اور تو یہ پیسے سینتی رہی۔'' اشرف کو غصہ آنے لگا۔

''نہ سینتی تو آج جو کمی بیشی ہے تیرے پیسوں میں وہ کہاں سے پوری ہوتی۔'' زبیدہ نے بھی چمک کر جواب دیا۔

''ٹھیک کہہ رہی ہے تو۔'' اشرف اس ڈر سے نیچی آواز میں بولا کہ ماں کا موڈ خراب ہوگیا تو سب چوپٹ ہوسکتا تھا۔

''تو جانتی ہے حکومت نے پانچ سو کے یہ نوٹ ختم کردیے ہیں، شکر کر کچھ لوگوں کے رونے دھونے سے ان کے ختم ہونے کی ڈیٹ کچھ آگے بڑھ گئی، نہیں تو پکے ضائع ہوجانے تھے یہ نوٹ۔'' اشرف نے کہا۔

''میں کیا جانوں ایسی باتیں۔'' دل ہی دل میں نوٹ بچ جانے پر شکر ادا کرتی زبیدہ نے ہاتھ ہلا کر کہا۔ ''صبح کی نکلی سارا دن لوگوں کے جھوٹے برتن بانڈے مانجھتی ہوں، جھاڑو پونچھا کرتی ہوں تب جا کر تم تینوں کے پیٹ بھرنے اور کپڑے لتے کا بندوبست ہوتا ہے۔ مجھ نگوڑی کو کون ایسی خبریں سناتا کہ حکومت کیا کر رہی ہے کیا نہیں۔''

''چل شکر کر پھر بھی بچ گئے۔'' اشرف پیسے گنتا ہوا بولا، وہ خوش تھا کہ اماں کے پاس سے نکلنے والے پیسوں نے اسے ساؤتھ افریقا کے اور بھی قریب کردیا تھا۔

جس دن اشرف کا ویزا ملا، زبیدہ اشرف کی لائی برفی کی ٹکڑیاں آس پڑوس میں بانٹتی تو پھری مگر اس کا دل اندر ہی اندر کہیں ڈوبے جا رہا تھا۔ دو سال پہلے اشرف نے اسکول چھوڑ کر اس کی اس آرزو پر بھی لات ماری تھی کہ اس کے بچے پڑھ لکھ کر افسر بنیں اور اس کے بعد سے وہ ہر دوسرے ہفتے کام بدلنے میں مشغول رہا تھا۔ نان بائی کے تنور سے لے کر درزی کی دکان پر کام سیکھنے تک نہ جانے کتنے ہنر تھے جو اشرف نے سیکھنا شروع کر کے چھوڑے تھے۔ نہ کہیں ٹِک کر کام کیا نہ جم کر کمائی کی۔ زبیدہ کو اشرف کی بیکاری اور آوارہ لڑکوں کی صحبت میں پڑ جانے کے خوف سے پوری پوری رات نیند نہیں آتی تھی۔ بھلا ہو ممبر افضل کی ماں کا جو اسے زبیدہ کی پریشانی پر ترس آگیا اور اس نے اپنے داماد سے کہہ کر اشرف کو ساؤتھ افریقا بجھوانے کا انتظام کروادیا۔

☆☆☆

ساؤتھ افریقا اجنبی مگر خوب صورت ملک تھا۔ یہاں کالے اور سفید دونوں طرح کے لوگ رہتے تھے۔ کماتے کھاتے اور خوش باش بھی تھے مگر جو بات اشرف کو پاکستان میں نہیں بتائی گئی تھی وہ ساؤتھ افریقا پہنچ کر پتا چلی تھی اور وہ بات یہ تھی کہ اسے عارضی رہائشی ویزے پر ساؤتھ افریقا بجھوادیا گیا تھا۔ ممبر افضل کا بہنوئی لاکھوں لے کر اشرف اور اس کی اماں کے ساتھ ہاتھ کر گیا تھا۔ اجنبی ملک، اجنبی لوگوں میں اجنبی زبان سمجھنے اور بولنے کی دقتیں اشرف کے پاؤں اکھاڑنے کے لیے کافی تھیں اور قریب تھا کہ وہ لاکھوں پر فاتحہ پڑھ کر پاکستان واپس جانے کی کرتا کہ اسے اپنے ہی علاقے کا ایک لڑکا

حبیب مل گیا تھا۔ حبیب پانچ سال پہلے ان مشکلوں سے گزر چکا تھا جن سے اشرف گزر رہا تھا۔ حبیب نیک دل اور بیبا سا لڑکا تھا۔

''شکر کر تجھے میں مل گیا اشرف نہیں تو تیری یہاں مٹی رُل جانی تھی اور جب رُل کر ہار جاتا تو تجھے انہوں نے جہاز پر بٹھا کر واپس بھیج دینا تھا ہمیشہ کے لیے۔'' حبیب نے اشرف کی پریشان شکل دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہاں کوئی کسی کا کچھ نہیں لگتا، سب کو اپنی، اپنی پڑی ہوتی ہے۔'' اشرف سے ایجنٹ کی کہانیاں سنتے ہوئے اس نے کہا۔

''تو پھر تو مجھ پر کیوں ترس کھا رہا ہے لالہ حبیب......؟'' اشرف نے حبیب کا منہ تکتے ہوئے کہا۔

''بس یار...... میں نے تجھے دیکھا تو مجھے اپنا وہ وقت یاد آ گیا جب میں تیری طرح رُل رہا تھا...... مجھے ترس آ گیا، میں نے سوچا بھئی اللہ میاں تو نے مجھے سنبھالا، میں تیرے ایک بندے کو سنبھالتا ہوں اور تو پھر میرا گرائیں بھی تو ہے ناں۔'' حبیب نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

''پر لالہ حبیب تیرے پاس جادو کی چھڑی تو ہے نہیں جو تو نے اپنے عارضی ویزے کو مستقل بنا لیا اور یہاں ہی رہے جا رہا ہے، ٹھاٹھ بھی تیرے خوب ہیں۔'' اشرف نے حبیب کے گروسری اسٹور کو آنکھیں پھاڑتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

''چل، تجھے بھی عارضی سے مستقل کرانے کا بندوبست کرتے ہیں، کام بھی مل جائے گا اور گھر بھی۔'' حبیب نے ہنستے ہوئے کہا۔ ''اتنے دن تو بے فکر ہو کر میرے ساتھ رہ۔''

اشرف کے نصیب اچھے تھے، پیچھے اماں زبیدہ کی دعائیں بھی تھیں جو بہت کم عرصے میں حبیب نے اسے جادو کی وہ چھڑی لا دی جو اس کے بہت سے مسئلے حل کرنے کے لیے کافی تھی۔ اشرف حبیب کے ساتھ ہی اسٹور پر کام کرنے لگا اور اسی کے گھر کے تہ خانے میں بنے کمرے میں رہنے لگا۔ اب اشرف کو ساؤتھ افریقا اچھا لگنے لگا اور وہ ویک اینڈز پر حبیب اور اس کی فیملی کے ساتھ خوب گھومتا پھرتا اور مزے کرتا تھا۔ اس کی اماں کو اشرف کے بھیجے پیسے باقاعدگی سے جانے لگے، نہ آگے کی فکر رہی نہ پیچھے کا غم...... لیکن اشرف بہت دیر تک اماں کو یہ نہیں بتا سکا کہ جادو کی اس چھڑی کا نام کیا تھا جس نے اسے مسائل کے عفریت سے بچا لیا تھا۔

☆☆☆

زبیدہ کے پاس پیسے آنے لگے، جنہیں اب اس نے گلدانوں اور مرتبانوں کے بجائے ٹین کے کنستر میں رکھنا شروع کر دیا، ٹین کے اس کنستر میں پیسے رکھنے سے پہلے اس نے کنستر کو ڈھکن اور کنڈی لگوائی اور ایک چھوٹا سا تالا بھی خریدا...... چند ہی مہینوں میں ٹین کا کنستر روپوں سے بھر گیا۔

''اماں تو جوڑتی ہی جائے گی، ہمیں سوکھا ساہ (آسان زندگی) کبھی نہیں لینے دے گی۔'' ٹیپو زبیدہ کی اس عادت پر بولتا، اس کا بھائی باہر چلا گیا تھا اور وہاں سے کمائیاں کر کے بھیج رہا تھا۔ ٹیپو کی نظروں کے سامنے نت نئے ڈیزائنوں اور خوبیوں والے موبائل فون ناچتے، ڈیجیٹل کیمرے گھومتے، کپڑے اور گھڑیاں رقص کرتیں، اسے اپنا ذاتی طرز زندگی بہتر کرنا تھا۔

''تو سوکھے ساہ کی بات کرتا ہے۔'' زبیدہ نے ایک دن ٹیپو کے مطالبے پر چولھے کے قریب رکھا چمٹا اٹھا کر اسے مارنے کو اٹھا لیا۔ ''کم بخت...... مجھے وہ قرضہ رات کو سونے نہیں دیتا جو اشرف کو بھیجنے کے لیے لوگوں سے اٹھایا تھا۔'' زبیدہ کے چہرے کی کرختگی مزید نمایاں ہو گئی۔ ''قرضہ اترے گا تو آگے کی سوچیں گے۔'' ٹیپو زبیدہ کی اس کڑوی بات کے جواب میں ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔

''بھائی وہاں کی رنگین دنیا میں مزے کر رہا ہوگا، اچھا کھاتا، اچھا پیتا ہوگا، اِدھر ہم اب بھی ان کالی پیلی اینٹوں کی دیواروں والے کمرے میں رہے جا رہے ہیں، کھانے کو پتنے تلے شوربے والی دال اور ہوا میں اُڑنے والی چپاتی کھانے کو ملتی ہے، ٹین کا دروازہ جس میں جا بجا سوراخ ہو رہے ہیں، ساری رات ہوا سے کھڑکتا ہے اور نیند خراب کرنے کا باعث بنتا ہے، اماں اب بھی صبح کام پر نکلتی ہے اور شام پڑے گھر آتی ہے، نہ کوئی دن بدلا نہ رات...... جبکہ بھائی سے چاچے رحمت کے موبائل پر جب بھی بات ہوتی ہے کہتا ہے ٹیپو رج کے کھایا کر اور چاچے رحمت کے سامنے کیا بتاؤں کہ اماں کھانے اور خرچنے کو کچھ دے تو تجھے بھی بتاؤں کیا کھایا کتنا خرچ کیا۔'' وہ اپنی جھلنگا چارپائی پر لیٹا سوچتا اور اس کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے۔ ''کتنی بار اماں سے کہا ہے کہ ایک اچھا موبائل فون ہی لے لے، جس پر انٹرنیٹ کی سہولت ہو، بھائی سے کھل کر بات کر سکیں گے اور کیا پتا اسکائپ پر شکل بھی دیکھ لیں پر اماں کو یہ باتیں سمجھ آئیں تو بات ہے ناں......''

☆☆☆

''یہ تو سمجھو معجزہ ہی ہو گیا ماسی تیرے ساتھ، اشرف افریقا میں بس گیا اور کمائیاں بھی کرنے لگا۔'' سلیمہ نے زبیدہ سے اشرف کا احوال سن کر کہا۔ ''مگر تو ہے بڑی بھولی، اشرف سے کرید کر پوچھا بھی ہے وہ وہاں کرتا کیا ہے، چاہے تو جنگلوں سے ہاتھی پکڑنے اور انہیں نہلانے کا کام کرتا ہو۔''

''مزدوری ہی کرنی ہے، چاہے وہ کوئی بھی ہو۔'' زبیدہ نے بے نیازی سے کہا۔ ''فارغ نہیں بیٹھا یہ ہی بہت ہے، اب چاہے ہاتھی نہلاتا ہو چاہے کچھ، کام کرنا ضروری ہے اور پھر پیسے بھی بھجواتا ہے ہر مہینے باقاعدگی سے، اب تو مجھے کہتا ہے اماں اپنا کھاتا کھلوا لے بینک میں، ہنڈی والوں کا اعتبار نہیں ہوتا۔''

''بڑا سیانا ہو گیا اشرف۔'' سلیمہ جو اشرف کے خوار ہونے کے بعد واپس آ جانے یا پھر افریقا میں کسی آدم خور کے ہاتھ لگ جانے کی خبر کی منتظر تھی مایوس ہوتے ہوئے بولی۔

''چل پھر اب پیسہ بھیجتا ہے نا اشرف تو گھر کو سجا سنوار اور برادری والوں کی روٹی (دعوت) کر، انہیں بھی تو پتا چلے زبیدہ اب پہلے والی زبیدہ نہیں رہی۔'' سلیمہ نے اندر کی جلن کو ایک نئے مشورے کے ساتھ ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی۔

''واہ، میں کیوں دعوت کروں برادری کی؟'' زبیدہ نے حسب معمول چمک کر کہا۔ ''جب میں فاقے مرتی تھی برادری نے کتنا مجھے پوچھا، جو دکھ کے ساتھی نہ بن سکے انہیں سکھ کا ساتھی کیسے بنا لوں۔''

''اچھا نہ کر دعوت......'' سلیمہ، زبیدہ کے دو ٹوک جواب پر کھسیا کر بولی۔ ''پر تو اپنا اور اپنے گھر کا حلیہ تو درست کر لے، تو نے اب بھی وہی چادر اوڑھ رکھی ہے جو اپنے بچوں کے بچپن سے اوڑھ رہی ہے۔''

''کر لیں گے حلیہ بھی درست، پہلے لوگوں کا قرضہ تو اتار لوں۔'' زبیدہ نے وہی جواب سلیمہ کو دیا جو ٹیپو کو دیتی تھی۔ ''میں ان لوگوں میں سے نہیں جن کی آنکھیں پیسہ دیکھ کر پھٹ جاتی ہیں، کتنے سال سہی ہوں تو ہاتھ آیا ہے، پاگل ہوں جو بہانے لگ جاؤں، میرا بیٹا پردیس کاٹ کر کما رہا ہے، اس کے گاڑھے پسینے کی کمائی شو مارنے میں ضائع کر دوں۔''

''سچ ہے غریب عادتاً خسیس ہو جاتا ہے۔'' سلیمہ نے زبیدہ کے گھر سے واپس آتے ہوئے سوچا۔ ''ماسی کے پاس پیسہ آ رہا ہے پھر بھی لوگوں کے جھوٹے برتن مانجتی ہے اور میلے کپڑے دھوتی ہے، خسیس ہو چکی ہے ماسی بھی۔ پیسہ، پیسہ جوڑتی رہے گی، پیوند لگے کپڑے اور ٹوٹے پھوٹے مکانوں کی عادت نہ چھوڑے گی۔''

☆☆☆

''پاکستان کی کرکٹ ٹیم ساؤتھ افریقا آچکی ہے اشرف، تو فی الحال اپنا غم چھوڑ اور میرے ساتھ کل ہونے والا ٹوئنٹی ٹوئنٹی میچ دیکھنے چل۔'' حبیب نے اشرف سے کہا۔

''یونس خان آیا ہے؟'' اشرف نے لمحے بھر کے لیے اپنی فکریں واقعی اتارتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں آیا ہے۔''

''اور عمر گل...... وہ اگلوں کی وکٹیں اکھاڑنے والا؟'' اشرف عمر گل کا تصور کرکے جھومتے ہوئے بولا۔

''اوئے اس کے بغیر تو ٹیم ہی نہیں بنتی۔''

''اور اپنا لالہ...... بوم بوم؟'' اشرف پوری جون میں آتے ہوئے بولا۔

''وہ بھی ہے۔'' حبیب ہنستے ہوئے بولا۔

''او تیری خیر لالہ حبیب، چل فیر سب کچھ چھوڑ...... میچ دیکھتے ہیں، اپنے پاکستان میں تو میچ ہی بند ہوگئے ہیں۔'' اشرف بچوں کی طرح خوش ہوکر تالیاں بجاتے ہوئے بولا۔

''میں نے ٹکٹ لے لیے ہیں۔'' حبیب نے جیکٹ کی جیب تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

''تیری بھرجائی بھی جائے گی ناں...... تو میچ کے ٹکٹ اس کی وجہ سے آسانی سے مل گئے ہیں۔''

''ستے خیراں بھرجائی دیاں۔'' اشرف مزید خوش ہوا۔ ''لالہ حبیب تو بڑی قسمت والا ہے.... بھرجائی ہے اِدھر کی پر تیرا کتنا خیال رکھتی ہے۔''

''یہی تو بات ہے اشرف یار......'' حبیب نے آنکھ مارتے ہوئے کہا۔ ''وہ صرف بیوی نہیں لاٹری ہے لاٹری جو میرے نام نکل آئی ہے، کماتی ہے، کھلاتی ہے، گھر اس کی وجہ سے، کاروبار اس کی وجہ سے، یارا اس کی برکتیں ہیں جو حبیب مغل ساؤتھ افریقا میں سیٹ ہوگیا ہے اور تجھے بھی سیٹ کرنے والا ہے۔''

''ہاں لالہ، تو میرا یہ کام کردے تو کیا ہی بات ہے، میں بھی اِدھر ٹِک جاؤں کمائیاں کروں، اماں کے بھی دن پھریں۔''

''اوہ اماں کے لال، اسی لیے تو میچ دکھانے لے چلا ہوں، کیا پتا اُدھر عمر گل جیک کیلس کی وکٹیں اکھاڑے، اُدھر تو اپنے لیے کوئی لاٹری نکلوا لے۔''

''میری لاٹری آفریدی کے چھکے کے ساتھ نکلنی ہے لالہ حبیب، وہ نہ چلا تو میری قسمت بھی نہیں چلنی۔'' اشرف نے ترنگ میں آتے ہوئے پیش گوئی کی۔ (اشرف نہیں جانتا تھا کہ اس کی پیش گوئی کے برعکس آفریدی کو نہ بیٹنگ میں چلنا تھا نہ ہی باؤلنگ میں، البتہ اس کے نام کی لاٹری گراؤنڈ کے قریب باؤنڈری لائن سے باہر رقصاں ہونے والی تھی)

☆☆☆

''یہ تو نے کیا، کیا اشرف، شادی کرلی کسی کافرنی سے۔'' مہینوں بعد جب اشرف نے زبیدہ کو وہ بات بتائی جس کے بتانے سے اسے اب تک سخت ڈر لگتا رہا تھا تو زبیدہ ہکا بکا رہ گئی پھر کچھ دیر خاموشی کے بعد دوبارہ بولی۔

''اشرف مجھے شادی پر کوئی اعتراض نہیں، اس کے کافرنی ہونے پر اعتراض ہے، کافرنی لاکھ چھوڑ کروڑ بھی کمائے وہ کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں ہوسکتے۔'' زبیدہ نے دکھ سے لرزتی آواز میں کہا۔ ''جب ہی تو میں کہوں سب کے اکسانے پر بھی میرے ہاتھ اس پیسے کی طرف کیوں نہیں بڑھتے، اسے خرچ کیوں نہیں کرتے۔'' اسے اب سمجھ آرہا تھا۔

''اماں وہ کافرنی نہیں ہے، ایک اللہ کو ماننے والی ہے، مذہباً عیسائی ہے، ان سے نکاح کرنا منع نہیں ہے۔''

''چھی چھی......'' زبیدہ نے کسی نامحسوس بدبو سے بچنے کے لیے کپڑا ناک پر رکھتے ہوئے کہا۔ ''جسے پاکی پلیدی کی تمیز نہیں، وہ عیسائی ہو یا کافرنی کوئی فرق نہیں پڑتا۔''

''اماں وہ اسلام سے بہت متاثر ہے، میں اسے زبردستی کلمہ پڑھانا نہیں چاہتا، ورنہ میرے کہنے پر شاید پڑھ بھی لے، میں چاہتا ہوں وہ اپنی من مرضی سے کلمہ پڑھے اور امید ہے کہ وہ ضرور پڑھ لے گی، اس کی بہن لالے حبیب کی بیوی ہے، دونوں بہنیں بڑی پیار محبت والی بیبیاں ہیں۔ دونوں کو پاکستانی مرد اچھے لگتے ہیں' اسی لیے تو ہم پاکستانیوں سے نکاح کرکے ہمیں اِدھر ہی خوشی سیٹ کیا انہوں نے۔'' اشرف نے ماں کو ایک بھونڈی سی تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''اور نوکری بھی ان کی بڑی اعلیٰ ہے اماں۔'' ماں کی خاموشی پر وہ ایک اور دلیل دینے لگا۔ ''پاکستان کی ٹیم اِدھر آئی تھی ناں تو جس بھی ہمارے شیر نے کوئی کارنامہ کیا انہوں نے دل کھول کر اسے داد دی، ہمارا ملک، تمہارا ملک نہیں کرتیں بالکل بھی......'' اشرف کے لہجے سے ٹپکتی مسرت نے زبیدہ کو باور کروادیا' وہ خوش اور مطمئن تھا سو اس نے اس بات پر خاموشی اختیار کرلی مگر دل ہی دل میں اللہ کا شکر بجالائی کہ اس نے اشرف کا بھیجا پیسہ خود پر استعمال نہیں کیا تھا۔

''اللہ جانے کس کام سے یہ پیسہ کمایا جاتا ہے، ان ملکوں میں تو نہ جانے لڑکیاں کیا، کیا کرتی ہیں پیسہ کمانے کے لیے جس کمائی میں محنت شامل نہ ہو وہ حلال ہو ہی نہیں سکتا۔'' زبیدہ نے خود کو سمجھایا اور اپنے ہاتھوں سے مزید محنت کرکے کمانے کے لیے کمر بستہ ہوگئی۔

اور جس دن ٹیپو کو چاچے رحمت کے موبائل فون پر اکیلے میں اشرف سے بات کرنے کا موقع ملا، اس نے گھر کا اور ماں کے مزاج کا سب احوال بھائی کو کہہ سنایا۔ اشرف ماں کے تیوروں کا حال سن کر بےچین ہوا۔

''چل تو دل برا نہ کیا کر، تجھے میں الگ پیسے بھجوایا کروں گا، تیرا شناختی کارڈ بن گیا ہے ناں تو بس تیرے اور بیلی کے لیے میں الگ پیسے بھیجتا ہوں، کرنے دے اماں کو من مانیاں، حرام مال ہے تو قرضہ کیسے اتار لیا اس نے اس حرام مال سے۔'' اشرف کو ماں پر تاؤ اور چھوٹے بھائی بہن پر پیار آنے لگا۔

ویسٹرن یونین کے ذریعے اشرف کی طرف سے پہلی بار پیسے ملنے پر ٹیپو نے سب سے پہلے نئے ماڈل کا دلکش موبائل فون خریدا...... دونوں بہن' بھائیوں نے اپنے دوستوں کے نمبرز اس فون میں محفوظ کیے اور انٹرنیٹ چلا کر خوب گانے ڈاؤن لوڈ کیے۔ ٹیپو دکان سے میموری کارڈ میں بھی فلمیں اور گانے ڈلوالایا یہ وہ موج تھی جس کا دونوں نے زندگی میں پہلی بار مزہ چکھا تھا۔ اس کے بعد اشرف کے پیسوں سے گھر میں سہولتیں آنا شروع ہوئیں۔ گھر کا حلیہ بہتر ہوا ٹی وی اور فریج آئے، پھر واشنگ مشین بھی آگئی، ٹیپو اور بیلی کے حلیے بہتر ہوئے اور کھانا پینا بھی...... زبیدہ گھر میں آنے والی ان تبدیلیوں کو دیکھ

نظم

چلو چھوڑو محبت کو
چلو ایک کام کرتے ہیں
آزاد بلبل کی طرح
افق پہ لمبی اڑان بھرتے ہیں
خوشی کے گیت گاتے ہیں
چلو تتلی کی طرح
خوشبو سے مہکے گل کو چھوتے ہیں
چلو چھوڑو محبت کو
کوئی سپنا سجوتے ہیں
مگر
سپنے پہ ہو لازم
وہ سپنا ہو محبت کا
وہ سپنا ہو محبت کا

شاعرہ: سیدہ علیشاہ، بہاول پور

کر کچھ نہیں بولی۔ نہ اس نے ٹیپو سے جرح کی نہ اشرف سے پوچھا بلکہ کان مزید لپیٹ کر پہلے جہاں چار گھروں کا کام کرتی تھی اب دو مزید گھروں کا کام لے لیا، اس کی کوشش رہنے لگی وہ کم سے کم گھر میں رہے، ٹیپو اور بلی بھی خوش رہتے، انہیں ماں کا ڈر تھا، جس نے اب زیادہ بولنا ہی چھوڑ دیا تھا۔ وہ اسکول' کالج سے گھر آنے کے بعد ٹی وی دیکھتے، کمپیوٹر پر من پسند فلمیں دیکھتے اور اپنی مرضی کا کھانا کھاتے پیتے۔ زبیدہ اکثر جن گھروں میں کام کرتی تھی وہیں سے کھانا کھا آتی اور اگر وہاں کھانے کا ٹائم نہیں ملتا تو ساتھ گھر لے آتی۔ پیسے نے گھر میں طرزِ زندگی کے دو معیار بنا دیے تھے مگر دونوں فریق اپنے' اپنے معیارِ زندگی پر راضی اور خوش تھے۔ زبیدہ گھر آنے کے بعد ٹیپو اور بلی کے معمولات دیکھتی، وہ ٹی وی پر ڈرامے اور فلمیں دیکھ رہے ہوتے، برگر اور پیپسی سے لطف اندوز ہو رہے ہوتے اور کبھی کمپیوٹر پر بھابی سے باتیں کر رہے ہوتے۔ زبیدہ دیکھتی اور سنتی مگر بولتی نہیں تھی۔ دونوں بچے ہر دم بھابی کا کلمہ پڑھتے رہتے جو دور بیٹھی ہی ان سے اتنی کھل مل گئی تھی کہ ان کی پسند ناپسند، عادات واطوار سب کے بارے میں جان چکی تھی۔

”بھابی نے کل دروازے پر پڑا پردہ دیکھا تو بولی اسے بدل دو۔“

”بھابی بتاتی ہے برگر گھر پر کیسے بناتے ہیں۔“

”بھابی کہتی ہے مائیکرو ویو... اوون لے آؤ، سہولت ہو جائے گی۔“

”بھابی کہتی ہے اگلی بار پیسے بھیجے گی تو بلی کے لیے الگ فون لے لیا جائے۔“

”بھابی کہتی ہے کہیں اچھی جگہ دیکھ کر پلاٹ لے لیا جائے۔“

”بھابی کہتی ہے ہم نیا گھر بنائیں گے۔“ زبیدہ یہ بھابی نامہ سنتی اور یوں ظاہر کرتی جیسے نہ سنا ہو۔

”ہونہہ نیا گھر۔“ زبیدہ اکیلے میں خود سے ہم کلام ہوتی۔ ”اشرف کا باپ ترکے میں یہ چار مرلے کا گھر ہی تو چھوڑ کر گیا تھا۔ میں نے اس گھر کی ٹپکتی چھتوں اور گرتی دیواروں کو اپنے ہی دم پر تھاما اور جھیلا تھا۔ وہ تانگے کے نیچے آ کر نہ مرجاتا بخشی تو ہم دونوں مل کر کب کے اس اینٹ گارے کے ڈھانچے کو گھر بنا چکے ہوتے پر اِدھر وہ مرا اُدھر قرضے داریوں کی پوٹلیاں میرے سر پر آن پڑیں۔ اشرف بارہ سال کا تھا جب اس کا ابا مرا اور آج اشرف خیر سے پچیس سال کا ہو چکا۔ یہ تیرہ سال کہاں گزرے کیسے گزرے، دنوں کے سکے وقت کے تھال میں گرنے سے پہلے کہاں کہاں زخم لگا کر گئے، کون کون سے زخم ادھیڑ کر گرے کچھ سمجھ نہیں لگی۔“ زبیدہ کو ایک ایک کر کے گزرے دنوں کی تمام تلخیاں یاد آنے لگتیں۔

”چلو بناؤ نئے گھر کم بختو۔“ پھر وہ اپنے خیالوں کے بوجھ سے آزاد ہونے کی خاطر چیختی اور بڑبڑاتی۔ ”نکلو یہاں سے خالی کرو میرا گھر، حرام کمائی سے بنی یہ چیزیں مجھے رات بھر سونے نہیں دیتیں۔“ وہ اپنا غصہ ٹیپو اور بلو پر نکالتی۔

”حرام کا پیسہ کیسے ہو گیا اماں؟“ ٹیپو نے بالآخر ایک دن دل کڑا کر کے کہا۔ ”تجھے پتا ہے بھائی اور بھابی کتنی محنت کرتے ہیں تو جا کر یہ پیسہ ہاتھ آتا ہے۔“

”کیا محنت کرتی ہے تیری بھابی؟“ زبیدہ نے تنک کر کہا۔ جواب میں جو ٹیپو نے اسے بتایا اور جتنا اسے سمجھ میں آیا اس سے اشرف کی بیوی کے بارے میں اس کے ذہن کا الجھاؤ قدرے کم ہوا، پہلی بار اس نے گلی محلے کی اکا دکا عورتوں کو یہ بتایا کہ اشرف نے ساؤتھ افریقا میں شادی کر لی تھی۔

”مبارک ہو بھئی زبیدہ، تم تو میم کی ساس بن گئیں۔“ بیگم حق، جن کے زبیدہ کپڑے دھوتی تھی نے سن کر اسے کہا اور ہنسنے لگیں۔

”بس بیگم صاحب جی سمجھ میں نہیں آتا یہ اچھا ہوا کہ بُرا ہوا۔“ زبیدہ نے واشنگ پاؤڈر کے جھاگ میں ڈوبے کپڑے ملتے ہوئے کہا۔

”اچھا ہی ہوا ناں، اشرف کو وہاں ٹکنا تھا تو پوری یا کاغذی شادی تو کرنی ہی پڑتی، اس ملک میں عارضی رہائش کا ویزا ہی ملتا ہے، مستقل رہنا ہو تو کوئی نہ کوئی چکر چلانا ہی پڑتا ہے۔“ بیگم حق نے زبیدہ کے ذہن کی ایک اور گرہ کھولی۔

”اچھا بیگم صاحب جی!“ زبیدہ نے کپڑے چھوڑ کر بیگم حق کی طرف دیکھا۔

”تو اور کیا......!“ بیگم حق مسکرائیں۔ ”یہ بتاؤ تمہاری بہو کوئی کام وام بھی کرتی ہے کہ اس نے اشرف سے شادی اس لیے کی کہ پردیس سے آیا غریب کمائے اور وہ عیش کرے۔“

”کرتی ہے بیگم صاحب جی۔“ زبیدہ نے قدرے فخر سے کہا۔ ”لیڈری کرتی ہے وہاں، لیڈر ہے لیڈر۔“

”ہیں......!“ بیگم حق نے آنکھوں سے عینک اتار کر اچنبھے سے کہا۔ ”کس کی لیڈر ہے۔“

”پتا نہیں جی۔“ زبیدہ نے سر ہلایا۔ ”ووٹوں والی لیڈر ہے شاید۔“

”نیلسن منڈیلا کی بیوی فارغ ہے آج کل، کہیں اشرف نے اس سے شادی تو نہیں کر لی۔“ بیگم حق کے بیٹے زین نے ہنستے ہوئے کہا۔

”پتا نہیں جی۔“ زبیدہ نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔ ”ویسے بیگم صاحب جی، لیڈری اچھا کم (کام) ہوتا ہے ناں...... لیڈر تو ملک کی خدمت کرتا ہے ناں۔“

”ہاں، لیڈر کا مطلب تو رہنما ہی ہوتا ہے زبیدہ۔“ بیگم حق نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ ”مگر میں سوچ رہی ہوں اگر تمہاری بہو سیاسی شخصیت ہے تو پھر اس نے ایک بیکار سے پاکستانی لڑکے سے شادی کیسے کر لی؟“

”یہ تو وہ ہی جانے، مجھے تو صرف اتنا بتا ئیں کہ وہ جو کماتی ہے حق حلال کی کمائی ہی ہوتی... ہو گی ناں۔“

”ہاں، ان ملکوں کے سیاسی لیڈر تو اپنے اپنے ملک سے اور قوم سے بہت مخلص ہوتے ہیں، حق حلال کی ہی کمائی ہوتی ہے ان کی۔“ بیگم حق نے فتویٰ دیا۔ زبیدہ کو محسوس ہوا اشرف کی بیوی کے بارے میں یہ سن کر کہ وہ ساؤتھ افریقا میں سیاسی لیڈر تھی بیگم حق خاصی متاثر نظر آ رہی تھیں، اس کا سر اپنی نارمل سطح سے ذرا سا بلند ہو گیا۔

☆☆☆

”شکر ہے بھائی اشرف، اماں کا کفر ٹوٹا، اب وہ ہمارے ساتھ ہی کھاتی پکاتی ہے اور تمہارے بھیجے ہوئے پیسوں کو خرچ بھی کرنے لگی ہے۔“ کچھ دنوں بعد ٹیپو نے اشرف کو فون پر اطلاع دی۔ اشرف کے سینے سے نہ جانے کب سے رکی ایک سانس خارج ہوئی اس نے اپنی بیوی کیٹی اور اپنے بیٹے عبداللہ کی تصویریں ٹیپو کو ای میل کیں۔ زبیدہ نے پہلی بار اپنی بہو اور پوتا دیکھے۔ بہو کے نین نقش حبشیوں والے مگر رنگ گورا تھا۔

”ان کے ابا کالے ساؤتھ افریقن اور اماں گوری ساؤتھ افریقن تھی۔“ بلی نے زبیدہ کو سمجھایا۔

”اور اشرف کا کوئی بچہ اگر اپنے نانا پر چلا گیا تو کیا ہوگا؟“ زبیدہ نے اپنے پوتے عبداللہ کی تصویر دیکھتے ہوئے سوچا۔ عبداللہ شکل میں اشرف پر اور رنگت میں اپنی ماں پر گیا تھا۔

”اسے سچا کلمہ پڑھ لے، جو صفتوں کی اچھی ہے تو مذہب بھی اللہ رسول کا اپنا لے، کلمہ پڑھنے سے اس کی روح بھی صاف ہو جائے گی۔“ اگلی بار اشرف کا فون آنے پر زبیدہ نے اسے سمجھایا۔

”ہاں اماں بس تو دیکھنا جب تجھ سے ملے گی تو پوری مسلمان بنی ہو گی۔“ اشرف نے زبیدہ کو یقین دلاتے ہوئے مطمئن کر دیا۔

☆☆☆

''آج سے ساؤتھ افریقا میں ٹوئنٹی ٹوئنٹی کپ شروع ہونا ہے اماں۔'' ایک روز ٹیپو نے بتایا۔ ''بھابی نے بھی شرکت کرنی ہے۔''

''اچھا اچھا وہ بھی آئے گی۔'' زبیدہ نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے بھی خوشی کا اظہار کیا۔ کچھ دن پہلے ہی اس کو بلی نے بتایا تھا کہ لاہور میں ٹوئنٹی میچ ہوا تھا اس میں وزیرِاعلیٰ مہمانِ خصوصی تھے۔ وزیرِاعلیٰ لوگوں کو دیکھ کر ہاتھ ہلا ہلا کر مسکرا رہے تھے۔

''ان ملکوں کے لیڈر بھی اپنے کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کے لیے میچ دیکھنے آتے ہوں گے۔'' زبیدہ نے کہا اور بستر جھاڑ کر اس پر لیٹ گئی۔ کچھ عرصے سے اس نے لوگوں کے گھروں میں کام کرنا چھوڑ دیا تھا۔ اشرف کے بھیجے پیسے اس کی سارے گھروں میں کام کی کمائی سے دُگنے ہوتے تھے۔ ہاں، اب اسے اپنی کمزور پڑتی ہڈیاں رولنے کی کیا ضرورت تھی۔ اب تو اسے اشرف اور اس کی بیوی کی کمائی کے حلال ہونے پر بھی کوئی شک نہیں رہا تھا۔ اشرف نے بیوی کی اب جو تصویر بھیجی تھی اس میں وہ شلوار قمیص اور دوپٹا پہن کر بیٹھی تھی اور بہت پیاری لگ رہی تھی۔

''میں نے اس کا نام ہاجرہ بتول رکھا ہے اماں، نانی کے نام پر۔'' اشرف نے اسے بتایا۔ ''میں اسے ہاجرہ کہہ کر ہی بلاتا ہوں، بہت خوش ہوتی ہے یہ نام سن کر۔''

''کلمہ پڑھا اس نے کہ نہیں؟'' زبیدہ نے دل کی خلش کا رونا رویا۔

''سمجھ پڑھ ہی لیا۔'' اشرف نے گول مول جواب دیا۔ ''یہاں مشکل ہو جاتی ہے اماں اگر کھلے عام بتا دو کہ جی اب وہ مسلمان ہو گئی ہے سو طرح کے مسئلے مسائل ہو جاتے ہیں، بس جب پاکستان آئے گی تیرے پاس تو پھر تو بہت خوش ہو گی اس کے اطوار دیکھ کر۔''

''اللہ تیرا شکر ہے تو جس حال میں بھی رکھے۔'' زبیدہ نے طمانیت بھری انگڑائی لیتے ہوئے کروٹ بدلی۔ اس کے نیچے نرم بستر تھا۔ اس نے ایک عمر ننگی کھاٹ اور پیوند لگے کھیس کے ساتھ گزاری تھی۔ اب اسے پتا چل رہا تھا کہ آرام کرنا کسے کہتے تھے۔ اس کی بہو نے حبیب کے ہاتھ اسے کپڑوں اور سونے کے بُندوں کے علاوہ لوشن اور کریمیں بھی بھجوائی تھیں، عمر بھر لوگوں کے برتن مانجھنے والے ہاتھ اب لوشن اور کریموں سے نرم پڑنے لگے تھے۔

''کل کو ہاجرہ بتول اپنے ملک میں کوئی وزیر شزیر لگ گئی تو کتنے فخر کی بات ہو گی۔ وہاں تو صدر بھی عورتیں بن سکتی ہیں۔'' وہ مستقبل کے سہانے خواب دیکھنے لگی۔

''بیگم حق کے نمبر پر فون کر کے بتا دینا کہ تیری بھابی نے آج میچ میں آنا ہے۔'' زبیدہ نے بلی سے کہا۔ ''وہ ہی تو ایک دل سے خوش ہونے والی بی بی ہے..... بڑی راضی ہوں گی۔''

''ہاں، ہاں اماں کیوں نہیں۔'' بلی نے ناخنوں پر کیوٹیکس سجاتے ہوئے کہا۔

''آپا سلیمہ نے بھی آنا ہے شام کو ہمارے گھر، ہمارے ساتھ میچ دیکھے گی...... اسے بھابی دکھانی ہے۔'' بلی نے اسے اطلاع دی۔

''کلیجا سلیمہ کا سڑ کے سواہ ہو جانا ہے۔'' زبیدہ نے کہا۔ ''نظر ہی نہ لگا دے ہاجرہ بتول کو۔''

''اوہ کچھ نہیں ہوتا اماں، آپا سلیمہ بے چاری نے کیا کر لینا ہے اِدھر بیٹھے، سوائے سڑنے کے۔'' بلی ہنس کے بولی۔

☆☆☆

ٹی وی کی اسکرین پر سب حاضرین کی نظریں جمی ہوئی تھیں، کیمرا ہری ہری گھاس کو دکھائے جا رہا تھا۔ دو بندے ہاتھوں میں مائیک پکڑے گھاس کے درمیان کچی جگہ کو ہاتھ سے دبا دبا کر انگریزی میں

کچھ بول رہے تھے۔

''پچ کا بتا رہے ہیں کیسی ہو گی۔'' ٹیپو نے وضاحت کی۔

''توبہ کتنی دنیا میچ دیکھنے آئی ہے۔'' زبیدہ نے چادر کی بُکل مارتے ہوئے کہا۔

اب کیمرا میچ دیکھنے کے لیے آنے والوں کو دکھا رہا تھا۔ رنگ برنگے لوگ آدھے ننگے، آدھے ڈھکے لوگ ہاتھوں میں غبارے، جھنڈیاں اور کاغذ پکڑے لوگ، کسی کے بال سبز رنگ کے کسی کے نیلے رنگ کے تھے۔

''ہائے ہائے کلموئیاں، ساری خلقت میں ننگی بیٹھ جاتی ہیں۔'' زبیدہ نے ایک تماشائی لڑکی پر تبصرہ کیا جو نہ ہونے کے برابر لباس میں ملبوس تھی۔

''ساؤتھ افریقا جو ہوا ماسی۔'' سلیمہ نے چادر کان کے پیچھے اُڑستے ہوئے کہا۔

''آج تو سلیمہ بڑی تیار شیار ہو کر آئی ہے۔'' زبیدہ نے سلیمہ کے کانٹے اور آنکھوں کا سرمہ دیکھتے ہوئے کہا اور دل میں ہنس دی۔ ''لو بھلا ہاجرہ بتول نے کون سا اسے دیکھ لینا ہے اسکرین میں سے جو یہ اپنی طرف سے سوہنی بن کے آئی ہے۔''

''او پاکستان ٹاس جیت گیا۔'' چار پانچ لوگوں نے سکہ اچھالا اور ایک بندے نے کچھ بتایا تو ٹیپو کے ساتھ سلیمہ کے بچے لُڈیاں ڈالنے لگے۔

''بیٹھ جاؤ، یہ کون سا شریفوں کے کرنے والا کام ہے۔'' زبیدہ نے گھُرکا۔ ''ماں بہنوں کے سامنے لُڈیاں ڈال رہے ہو حیا کرو۔''

ٹیپو کن انکھیوں سے بلی کی طرف دیکھتے ہوئے بیٹھ گیا۔ پھر میچ شروع ہوا...... پاکستان نے بلے بازی شروع کی۔ زبیدہ نے نظریں اسکرین پر جما دیں۔ کب آئے گی اس کی لیڈر بہو...... اس کے تصور میں پینٹ کوٹ پہنے لوگوں کی طرف ہاتھ ہلاتے ہوئے ہاجرہ بتول کا تصور آیا اور وہ جھوم اٹھی۔

''اوئے چھکا...... اوئے اکمل کی بلے بلے......'' ٹیپو نے ایک دم اٹھ کر پھر سے شور مچا دیا۔

''وہ دیکھو وہ بھابی......'' بلی مسرت سے چیخی۔

''کدھر کدھر......'' زبیدہ کو جس لمحے کا انتظار تھا وہ بالآخر آ گیا تھا۔

''وہ......'' بلی نے اشارہ کیا۔ ''سرخ بالوں والی، جس کے ہاتھ میں جھنجنے سے ہیں۔'' زبیدہ نے غور سے دیکھا۔ بغیر بازوؤں کی چھوٹی سی فراک اور جانگیے میں ملبوس سرخ بالوں والی ہاجرہ بتول نیلے رنگ کے جھنجنے ہلاتی چھلانگیں لگا رہی تھی، وہ ہنس رہی تھی، کبھی ہجوم کی طرف منہ کرتی کبھی گھوم کر گراؤنڈ کی طرف دیکھنے لگتی۔

''ہائے بیڑا تر جائے، وہاں کے لیڈر ایسے ہوتے ہیں۔'' سلیمہ نے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ ''ننگ پتنگے چھالاں (چھلانگیں) مارتے۔''

''بھابی صرف لیڈر نہیں چیئر لیڈر ہے۔'' بلی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''چیئر (cheer) لیڈر کیا ہوتا ہے؟'' سلیمہ منہ پر انگلی رکھ کر پوچھ رہی تھی۔

''کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کرنے والی چیئر لیڈر، باہر کے ملکوں میں ان کی ٹریننگ اسکول ہی میں شروع ہو جاتی ہے، چیئر لیڈرز کی ٹیمیں بنتی ہیں، ان کے مقابلے ہوتے ہیں، ان میں زیادہ تر لڑکیاں ہی ہوتی ہیں۔ بڑا مقام ہوتا ہے ان کا، بڑے پیسے کماتی ہیں یہ، آخر چالیس اووروں تک چھلانگیں مار مار کر ٹپ ٹپ کر کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کرنا کوئی آسان کام تو نہیں ہوتا ناں، باہر کے ملکوں میں سارے کھیلوں میں یہ چیئر لیڈر ضرور شامل ہوتے ہیں، بڑی محنت کا کام ہے چیئر لیڈری...... آپا سلیمہ تو یہاں گھر میں بیٹھی اُپلے تھاپتی عورت کیا جانے ان کا اسٹیٹس۔'' ٹیپو آپا سلیمہ کے جملے کے جواب میں جوش میں آ کر تقریر کر رہا تھا اور زبیدہ کی آنکھوں کے

سامنے اسکرین کا منظر گھوم رہا تھا۔ ہر تھوڑی دیر بعد کمرے میں شور سا مچتا اسکرین پر لوگ جھنڈیاں لہراتے اور ہاجرہ بتول اور اس کی ساتھی لڑکیاں اپنے تقریباً عریاں جسم تھرکاتی کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی میں مصروف ہوجاتیں۔

یکدم زبیدہ کے جسم کی دردیں جیسے واپس آنے لگیں۔ اس نے اپنے نیچے بچھے نرم بچھونے کو دیکھا، اپنے قدرے ملائم ہوتے ہاتھوں کی طرف دیکھا اور اس کی نظروں کے سامنے بیگم صاحباؤں کے برتن کپڑے اور فرش گھوم گئے جنہیں مانجھتے، دھوتے اور سوتے اس کی عمر گزر گئی تھی۔ اسے اچانک لگا اس کے جسم پر موجود کپڑے اور نیچے بچھا بستر اسے کاٹ کھانے لگا تھا، جیسے اس میں کہیں کانٹے اگ آئے تھے، وہ وحشت زدہ انداز میں اٹھی اور کمرے سے متصل چھوٹی سی کوٹھری میں جا کر کپڑے بدلنے لگی۔ چند منٹوں بعد وہ اپنے پھٹے پرانے کپڑوں اور سوراخوں سے بھی چادر میں ملبوس تھی۔ اس نے کوٹھری میں رکھا پیسوں سے بھرا کنستر اٹھا کر صحن میں لا پھینکا۔

''حرام، حرام، حرام......'' وہ چلّانے لگی۔ حرام چھو گیا مجھے، میری ساری عمر کی ریاضت، مشقت حرام ہوگئی۔'' اس نے دیوانوں کی طرح چلّاتے ہوئے کہا۔

''کیا ہوگیا ماسی؟'' سلیمہ نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ تھامے۔

''کوڑے مار مجھے، ڈنڈوں سے سبق چکھا سلیمہ، میری ساری محنت لٹ گئی۔'' اب زبیدہ کسی ایسی ماں کی طرح بین کر رہی تھی جس کا جوان بیٹا مر گیا ہو۔ ''توبہ توبہ استغفار۔'' وہ کانوں کو ہاتھ لگاتی بول رہی تھی۔

''ہائے میں اس ننگی بچی کی کمائی کھاتی رہی، جو خلقت کے سامنے جسم کی نمائش کرتی ناچتی، کودتی ہے اور پیسہ کماتی ہے میں اسے لیڈر سمجھتی رہی جو ادھر کی کوٹھے والیوں سے بھی گئی گزری ہے۔ ہائے لوگوں میں لُٹ گئی۔'' زبیدہ ٹونٹی کھول کر پانی کی دھار کے نیچے اپنے ہاتھ دھوئے جا رہی تھی۔

''اماں محنت کر کے......'' ٹیپو نے کہنا چاہا۔

''دفع ہوجا منحوس۔'' ٹیپو کو گھورا۔ ''جسم کی نمائش کر کے تھرکنا اور کمانا...... یہ محنت ہے اور اس محنت کی کمائی حلال ہے...... یہ لیڈری ہے جس کی شوتم سب مارتے تھے۔ ٹانگیں توڑ دوں گی جو آج کے بعد کسی نے اس گھر میں اس کلموہی کا نام لیا...... کرتوت دیکھو اور نام دیکھو لیڈر اس نے ٹیپو کی طرف دیکھا۔

''بے حیائی کی لیڈر ہے وہ۔'' ٹیپو، ببلی اور سلیمہ دانتوں میں انگلیاں دبائے زبیدہ کا جنون دیکھ رہے تھے۔

☆☆☆

اگلی صبح ان پانچ گھروں کی بیگم صاحباؤں نے شکر کا کلمہ پڑھا تھا۔ برسوں سے دکھ اٹھاتی زبیدہ دیانتداری اور محنت سے ان کے گھروں کے کام کر کے انہیں سکھ پہنچاتی رہی تھی۔ بس درمیان میں اپنی چیئر لیڈر بہو کی لیڈری کے زعم میں وہ کام چھوڑ کر آرام کرنے چلی گئی تھی۔

''بندہ سوکھی روٹی کھالے لیڈری نہ کرے۔'' زبیدہ نے کانوں کو ہاتھ لگا لگا کر سب بیگم صاحباؤں کو بتایا تھا۔

''میرا اشرف پھنس گیا بیگم صاحب جی، اسے بھی لیڈر ہونے کی جھلک دکھائی ہوگی بعد میں نکلی ہوگی ننگ پتنگی، میراثن، ڈھول کی آواز پر چھالیں (چھلانگیں) مارتی میراثن، پر اس کا کیا گیا، پھنس تو میرا اشرف گیا ناں۔''

پانچوں بیگم صاحباؤں نے اوپر سے زبیدہ کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے زبیدہ کی بہو کے سیاسی لیڈر ہونے کے بجائے (cheer) چیئر لیڈر نکلنے پر دل ہی دل میں شکر کا کلمہ پڑھا تھا۔